نمبر ۹۱ | مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ صاحبزادہ میاں مبارک احمد سلمہ اللہ تعالےٰ صحتیاب ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے درس القرآن دینا تھا۔ لیکن ان کے تبلیغ پر چلے جانے کی وجہ سے مولوی غلام رسول صاحب کا ہی درس ابھی جاری ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت کا ایک ہونہار لڑکا محمد خان ۳۱ جنوری کو بیمار ہو کر دوسرے دن فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حکیم محمد اسماعیل صاحب ساکن پیر کوٹ ضلع گوجرانوالہ کا لڑکا تھا۔ طلباء مدرسہ احمدیہ نے تعزیت کا جلسہ کر کے ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کیا۔ خدا تعالےٰ مرحوم کے والدین کو صبر عطا فرمائے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ میں جسمانی خوراک چھوڑ کر روحانی حاصل کرو

"روزہ اتنا ہی نہیں۔ کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے۔ جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے۔ کہ جس قدر کم کھاتا ہے۔ اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالےٰ کا منشاء اس سے یہ ہے۔ کہ ایک غذا کو کم کرو۔ اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے۔ کہ بھوکا رہے۔ بلکہ اسے چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے۔ کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے۔ دوسری روٹی کو حاصل کرے۔ جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں۔ اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

الجماعۃ الاحمدیۃ فی الدیار العربیۃ

احمدیانِ فلسطین کا استقلال

احمدیت کو جو خاطر خواہ کامیابی فلسطین میں ہوئی ــ اُس کی تاب علماء فلسطین کہاں لا سکتے تھے۔ انہوں نے احمدیت کے روکنے کے لئے ہر ممکن طریق اختیار کرنا پسند کیا۔ حیفا میں اوباشوں کے ذریعہ بعض احمدیوں کو مار ڈالنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ اور بعض پر دست درازی بھی کی گئی۔ اگر حیفا کے معزز پولیس آفیسر اپنے فرائضِ منصبی کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے ذرا بھی کوتاہی سے کام لیتے تو ممکن تھا۔ کوئی شدید حادثہ رونما ہو جاتا۔ پھر بعض نے گالیاں دے کر اپنا دل خوش کرنا چاہا۔ چنانچہ ایک بدچلن اور بدکار سے ایک قصیدہ لکھا کر شائع کرایا گیا۔ جس میں سوائے گالیوں کے کچھ نہ تھا۔ اس شخص کی دماغی حالت کا اس امر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وُہ اس اشتہار میں اپنے نام کے ساتھ خود جو القاب لکھتا ہے۔ وُہ لقب طبیب الجاہلین اور سفیہ العالمین ہے۔ اور جن اخلاق کا سفیہ العالمین نے اظہار کیا ہے۔ اس کے لئے میں دو تین اشعار بطور نمونہ نقل کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں:۔

ھُمْ اہل المعانی والبیان۔ ولیسوا کالجھول القادیانی
لشیدٍ ذاکر السبع المثانی۔ مضل کافر رفع اللثاما

پھر لکھتا ہے:۔

ھو الشیطان بل لاشک انک۔ ھو الدجال من یتبعہ ھالک
اذقہ یا الٰھی عذاب مالک۔ عن القرآن حقاقد تعامی

الغرض اس طرح کی بیہودہ سرائی اس نے کی۔ اور احمدیوں کے دلوں کو نہ صرف دُکھایا۔ بلکہ لوگوں کو اُن کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔ جب طبیب الجاہلین کا یہ اعلان مصر میں پہونچا۔ تو ایک احمدی شاعر نے فی البدیہ اس کا رد لکھا۔ جو خدا تعالےٰ کے فضل سے مفید ثابت ہُوا۔ میں احباب کے تفنن طبع کے لئے اس کے بھی بعض اشعار لکھ دیتا ہوں:۔

بِبسم اللہ من خلق الاناما	وحمد اللہ خالقنا دواما
ونرسل من شریعتہ سہاما	لمن امسی بشر مستہاما
سفیہ العالمین بلا مراد	قبیح الفعل مفتضح .....
خبیث النفس منکشف الغطا	لئیم قد غدا یخزی اللئاما

آگے لکھا ہے:۔

أانت ھناک شیخ المسلمینا	بربات ام سفیہ العالمینا
وجہلک یا طبیب الجاھلین	یکاد الیوم یستقیک الحماما

پھر ہمارے مبلغ کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:۔

جلال الدین انک فی علاء	وارفع عن منازلۃ الھراء
تضیئ الشمس فی وسط السماء	فینکرھا الغبی وقد تعامی
قیامی بالھدی والحق نادی	فاسمع صوتہ الصخر الجمادا
عدوک قد ھوی یاسا وبادا	وتلت بحکمۃ اللہ اعتصاما
لک الرحمٰن خلاق الوجود	ولیس لہ سوی جمر الحقود
فبشری ان مجدک فی سعود	ستعلو فی کواکبھا مقاما
وکم لک من نداء او کتاب	وما عند الاراذل من جواب
سوی شتم تزاید او سباب	وقد سقطوا بھا عاما فعاما

اس طرح یہ لطیف قصیدہ تقریباً اسّی اشعار کا چھپوا کر مصر سے بھیج دیا گیا۔ جو کہ فلسطین کی تمام سوسائیٹیوں اور انجمنوں۔ اور دوسرے افراد تک پہونچا دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس کے بعد پھر سفیہ الجاہلین کو سر اٹھانے کا موقعہ نہیں ملا۔

مخالفین نے ایک شخص مراد اصفہانی کو اس کام پر مقرر کیا۔ کہ وُہ مولوی جلال الدین صاحب کی فلسطین سے غیر حاضری کے زمانہ میں لوگوں کو احمدیت سے واپس لانے کی سعی کرے۔ ان لوگوں کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز کبابیر گاؤں ہے۔ جہاں کے بلند و بالا پہاڑ پر احمدیت کا جھنڈا اڑتا دیکھ کر ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگتا ہے۔ اصفہانی کی زیادہ تر توجہ موضع کبابیر ہی کی طرف رہی۔ اس نے ارادہ کیا۔ کہ وہاں جا کر کچھ عرصہ قیام کرے۔ اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ چنانچہ ۷۔ نومبر کے خط میں اخویم رشدی آفندی سکرٹری انجمن احمدیہ حیفا مراد اصفہانی کے کبابیر جانیکے متعلق لکھتے ہیں۔

اصفہانی شیخ یونس کو لے کر کبابیر میں گیا۔ وہاں انہوں نے شیخ صالح احمدی سے ایک کمرہ رہائش کے لئے مانگا جس پر ان کے درمیان حسب ذیل مکالمہ ہُوا:۔

شیخ صالح:۔ کمرہ کس کے لئے چاہیئے؟ شیخ یونس:۔ ایک عالم فاضل کے لئے
شیخ صالح:۔ ہمارے پاس کوئی کمرہ نہیں۔ اور ہمیں کسی ایسے عالم کی ضرورت بھی نہیں۔ ہم بفضل خدا دینی امُور سے واقف ہو چکے ہیں۔ تم اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو جا کر دین سکھاؤ۔ قہوہ خانوں اور شراب خانوں کو بند کرانیکی کوشش کرو۔
شیخ یونس:۔ تم نے الاستاذ جلال کو یہاں رکھا ہوا تھا۔ اس عالم کو بھی یہاں رکھ لو۔
شیخ صالح:۔ استاذ جلال ہمارا استاذ ہے۔ اور ہمارا سید و مولیٰ ہے۔ اس سے ہم نے دین سیکھا۔ تمہارے عالم کو اُس سے کیا نسبت۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر اک احمدی یاد رکھے اور دُوسروں کو اطلاع دے

۱۔ پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دُوسرا اور آخری دن ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء ہے۔ ۲۔ مردم شماری کرنے والے سُستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے ۳۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وُہ خود دیکھے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے۔ ۴۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ کہ اسکے اور دوسرے احمدیوں کے سب عورت مرد بچوں کے نام لکھے گئے ہیں اور کوئی نام باقی نہیں۔ اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے۔ ۵۔ ایک نام بھی اگر آپکے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کیوجہ سے رہ جائیگا۔ تو آپ جماعت کے دشمنی کرنیوالے ٹھہرینگے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سبکی ہوگی۔ ۶۔ ہر اک جگہ مردم شماری کرنیوالے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہکر نگرانی کرنی چاہیئے۔ ۷۔ مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں۔ ۸۔ ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھانیکی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وُہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ انکی مردم شماری پوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایکدن کا پیدا ہوا ہو۔ باقی نہیں رہ جاتا۔ ۹۔ ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے ارد گرد کی جماعتوں تک پہنچا دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے۔ ۱۰۔ ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت کو قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالےٰ کے سامنے ایک شہادت تو ان کے دل کی تبدیلی پر ہو۔ ۱۱۔ پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ ابکے ایسا نہ ہو ۱۲۔ سب جماعتوں کو چاہیئے۔ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر ساتھ رہکر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پوری طرح مردم شماری ہو گئی ہے۔

خاکسار:۔ میرزا محمود احمد
(یکم فروری ۱۹۳۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۹۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

پارلیمنٹ میں وزیر اعظم کی تقریر

مسلمانانِ پنجاب اور بنگال کے حقوق کے متعلق خطرہ

وزیر اعظم برطانیہ نے اپنی پارلیمنٹ کی ۲۶- جنوری کی تقریر میں جہاں ہندوستان کے آئندہ نظم و نسق کے متعلق اپنے پہلے اعلان کے بعض پہلوؤں کی مزید تشریح و توضیح کی ہے۔ وہاں اپنی ساری قوتِ بیانیہ اور زورِ فصاحت یہ ثابت کرنے میں صرف کر دیا ہے۔ کہ وُہ وقت آگیا ہے۔ جب ہم دیکھیں۔ کہ ہندوستان بھی دیگر نوآبادیات کے ساتھ مساوی حصہ دار بننے کا مستحق ہے۔ چنانچہ ایوان سے یہ درخواست کی۔ کہ ہندوستانی نمائندوں۔ اور ماہرین دستور اساسی کے مشورے سے مسائل کی تفصیلات طے کرنے میں حکومت کے ساتھ اتحادِ عمل کرے۔ اس کے ساتھ ہی دُوسرا پہلو پیش کرتے ہوئے کہا:-

"فرض کرو۔ کہ ہم ایسا نہ کریں۔ اور انکار کر دیں۔ تو کیا نتائج برآمد ہونگے۔ تشدد اور صرف تشدد شروع ہو جائے گا۔ اور یہ ایک بہت حیرت افزا۔ نہایت تکلیف دِہ اور اس قسم کا تشدد ہوگا جس سے ہم نہ تو لائق تحسین سمجھے جائیں گے۔ اور نہ کامیاب ہونگے۔ یہ تشدد جمہور پر ہوگا۔ جس کا بڑا حصہ عورتوں اور بچوں پر مشتمل ہے"

اسی پہلو پر مزید زور دیتے ہوئے اور اس کے ہولناک عواقب پیش کرتے ہوئے کہا:-

"اگر ہم اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ ہمارے سپاہی کوہستان ہمالیہ سے راس کماری تک تشدد کا طوفان برپا کر دیں۔ تو آپ ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیں۔ اگر ہم تیار ہیں۔ کہ نہ صرف لوگوں کو بلکہ زمانہ کی سپرٹ کو زبردستی مغلوب کر دیں۔ تو آپ ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر ہم تیار ہیں۔ کہ اپنی سیاسی فراست کی ناکامی کا تماشا دنیا کو دکھائیں۔ اور ساتھ ہی ایسا نظارہ پیش کریں۔ جو ہمارے نام اور شہرت کو مٹا دے۔ تو آپ ہمیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیں۔ بخلاف اس کے اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو اتحاد کے میثاق میں باندھ لیں۔ اور اسے اپنی قلمرو اور دولت متحدہ کے اندر خوش رکھیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ وُہ شکر گزار ہو۔ آپ کی تعریفیں کرے۔ آپ کے ساتھ رہنے میں فخر کرے۔ تو اس فیصلہ کو منظور کر لیں۔ جو کانفرنس نے کیا ہے اور حکومت کو ہدایت کر دیں کہ مکمل فیصلہ تک کار روائی جاری رکھے"

ظاہر ہے۔ جب وزیر اعظم کو ہندوستان کے سیاسی مسائل کو اطمینان بخش طریق سے حل کرنے کا اس درجہ احساس ہے، تو یقیناً ہندوستان میں بہت بڑے تغیرات ہونے والے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں سے تعلق رکھنے والے مسائل کے متعلق کیا رجحان پایا جاتا ہے۔

وزیر اعظم کی پارلیمنٹ کی تقریر میں یہ تو صاف طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ صوبہ سرحدی کو علیحدہ گورنری صُوبہ بنا دیا جائے گا۔ اور بعض تبدیلیاں بھی کی جائیں گی۔ سندھ کو بھی علیحدہ صُوبہ بنا دیا جائے گا۔ اگر ماہرین مالیات کی کمیٹی نے ایسا کرنے کی سفارش کی لیکن پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی نیابت کے متعلق ایسے رنگ میں اظہارِ خیالات کیا گیا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے نہایت تشویشناک ہے وزیر اعظم نے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ "ان صوبوں میں حیرت انگیز مشکلات حائل ہیں" اور پنجاب میں سکھوں کے زائد از استحقاق حقوق کے مطالبہ پر اس طرح روشنی ڈالتے ہوئے کہ "ان نہایت دلچسپ لوگوں کو یہ یقین دلانا بہت مشکل ہے۔ کہ اگر کسی قوم کو زائد از استحقاق حقوق دیئے جائیں۔ تو وُہ حقوق کہاں سے آئیں گے۔ لازمی طور پر کسی دوسری قوم کے حقوق تلف کئے جائیں گے" یہ کہہ کر مُسلمانانِ پنجاب کو بہت بڑے خطرہ میں مبتلا کر دیا ہے:-

"مجھے پورا یقین ہے۔ کہ ایسا سمجھوتہ کرا دینا ممکن ہے۔ جو تمام فریقوں کے نزدیک اطمینان بخش ہو۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ پنجاب کے تعلق میں اختلافات کو رفع کرنے کرتے میں اس مرحلہ پر لے آیا تھا۔ کہ صرف ایک نشست کا جھگڑا باقی رہ گیا تھا۔ اس سے قبل سمجھوتے کی منزل کبھی اتنی قریب نہیں آئی"

ان الفاظ میں وزیر اعظم نے اس تجویز کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں مسلمانانِ پنجاب کے لئے ۵۰- فیصدی حقوق تجویز کئے گئے تھے مگر ہندوؤں نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ اور ۴۹- فیصدی سے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ بے شک ۵۰- فیصدی کی تجویز پیش ہوئی لیکن جس نے پیش کی محض اپنی ذاتی اور انفرادی حیثیت سے پیش کی۔ اور ہمیں یقینی طور پر معلوم ہؤا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کے دوسرے مسلمان نمائندوں نے اسے تسلیم کرنے سے قطعاً انکار کر دیا تھا۔ اور وزیر اعظم تک یہ بات پہونچا دی گئی تھی۔ ایسی صورت میں وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ "صرف ایک نشست کا جھگڑا باقی رہ گیا تھا" نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور "نہایت دلچسپ لوگوں" کے لئے لازمی طور پر مسلمانوں کے حقوق تلف کرنے کا تہیہ نظر آتا ہے۔ مگر مسلمان قطعاً اسے برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور نہ ایسا سمجھوتہ ان کے نزدیک اطمینان بخش ہو سکتا ہے۔

مسلمانانِ پنجاب بارہا بڑی وضاحت اور زور کے ساتھ اس بات کا اظہار کر چکے ہیں۔ کہ جب تک آبادی کے لحاظ سے انہیں حقوق نہ دیئے جائیں گے۔ اور ان کے حقوق تلف کر کے کسی اور کو زائد از استحقاق دیئے جائیں گے۔ اسوقت تک وُہ قطعاً مطمئن نہ ہونگے۔ اور خواہ انہیں کس قدر قربانی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ وُہ اپنا جائز حق حاصل کریں گے۔ اگر حکومت نے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق وہی رویہ اختیار کیا جس کا اشارہ وزیر اعظم کی تقریر میں پایا جاتا ہے۔ تو یہ یقینی امر ہے۔ کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی جد و جہد کا نئے رنگ اور تازہ جوش و خروش کے ساتھ آغاز ہوگا۔ اور یہ صورت ملک میں قیامِ امن و اطمینان کو محال بنا دیگی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی تازہ تصنیف "ہندوستان کے موجُودہ سیاسی مسئلہ کا حل" میں پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں کے حقوق کا جو حل پیش کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ آخری فیصلہ کرنے سے قبل حکومت اسے پیش نظر رکھے جس کا ایک مختصر اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے:-

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ پنجاب کی ممبریوں کی تقسیم عمدگی سے اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دو فیصدی حق نیابت انگریزوں اور اینگلو انڈینز کو دے دیا جائے۔ ان کے تجارتی اور دوسرے سب فوائد بھی اس میں شامل ہوں۔ لیکن تجارت کے نام سے علیحدہ حق نہ دیا جائے۔ ایک سیٹ یونیورسٹی کو ملے۔ لیکن شرط یہ کر دی جائے۔ کہ ایک دفعہ ہندو یا سکھ ممبر ہو۔ اور دوسری دفعہ مسلمان ممبر۔ گو انتخاب مخلوط ہو۔ یا پھر یہ کیا جائے۔ کہ دو نشستیں یونیورسٹی کو دے دی جائیں۔ لیکن ان میں سے ایک مسلمان کیلئے

اور ایک ہندو یا سکھ کے لئے وقف ہو۔ انتخاب مخلوط ہی ہو۔ اور یا تو واحد قابل انتقال ووٹ سے انتخاب ہو۔ لیکن شرط یہ ہو۔ کہ دوسرا ممبر وُہ نہیں ہوگا۔ جسے دوسرے نمبر پر ووٹ ملیں۔ بلکہ وُہ مسلمان امیدوار ہوگا۔ جسے مسلمانوں میں سے سب سے زائد ووٹ ملیں۔ یا ہر ووٹر کو دو ووٹ دیئے جائیں۔ جن میں سے ایک وُہ ہندو کو دینے کا۔ اور ایک مسلمان کو دینے کا پابند ہو۔ یا اور ایسا ہی کوئی طریق اختیار کیا جائے۔ خاص زمینداروں کو اگر الگ سیٹ دینی ہی ہے۔ تو صرف ڈیرہ غازیخاں کے تمنداروں کو جو چھوٹی قسم کے رولنگ چیفس ہیں۔ ایک سیٹ دے دی جائے۔ لیکن اس صورت میں ان کے لئے قاعدہ ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ دوسرے حلقوں میں سے نہیں کھڑے ہو سکتے۔

اگر ہم پنجاب کے دو سو ممبر فرض کریں۔ جو ضرور ہونے چاہئیں تو یونیورسٹی کی دو اور تمنداروں کی ایک نشست فرض کر کے سات نشستیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ایک سو ترانوے نشستیں باقی رہ جاتی ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے مسلمان چھپن فیصدی سے کچھ زیادہ ہیں۔ ہندو اکتیس فیصدی کے قریب ہیں۔ اور سکھ بارہ فیصدی ہیں اور مسیحی اور ادنے اقوام وغیرہ ایک فیصدی سے کچھ زیادہ ہیں۔ پس تعداد آبادی کے لحاظ سے ۱۶ء۲۳ سکھوں کو اور ۸ء۵۹ ہندوؤں کو اور ۵ء۲ مسیحیوں اور ادنے اقوام کو ممبریاں ملنی چاہئیں۔ ہم ہندوؤں کی نشستیں پوری ساٹھ فرض کر لیتے ہیں۔ اور اسی طرح سکھوں، مسیحیوں اور ادنے اقوام کی کسر کو پوری ممبری فرض کر کے چوبیس اور تین ممبر فرض کر لیتے ہیں۔ پس بقیہ ۱۹۳ ممبروں میں ایک سو چھ ممبر مسلمان ہوئے۔ چونکہ ایک یونیورسٹی کی اور ایک تمنداروں کی نشست ان کو مل چکی ہے۔ اس لئے ایک سو آٹھ ممبران کے ہوئے۔ اپنی تعداد کے لحاظ سے انہیں ایک سو گیارہ ممبریاں ملنی چاہئیں تھیں پس اس حساب کے رُو سے انہوں نے تین ممبریاں انگریزوں اور دوسری اقوام کو دیں۔ اس کے مقابل پر ہندوؤں کی یونیورسٹی کی نشست ملا کر اکسٹھ ممبریاں ہوئیں۔ اور انہیں ایک ممبری اقلیتوں کے لئے قربان کرنی پڑی۔

جہاں تک میں غور کرتا ہوں۔ اس امر کو دیکھ کر کہ سکھ اور ہندو تمدنی طور پر ایک ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حقوق نہ صرف ادا کرتے ہیں۔ بلکہ دوسری اقوام کے مقابل پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہ انتظام نہایت منصفانہ انتظام ہے۔ اور اس میں کسی قوم کا حق نہیں مارا جاتا۔

بنگال کی نسبت میرے نزدیک بہتر طریق یہ ہوگا۔ کہ چھ فیصدی انگریزوں اور اینگلو انڈینز کو نشستیں دے دی جائیں۔ خواہ تجارت پیشہ ہوں۔ یا دوسرے جو چار فیصدی مسلمانوں سے اور دو فیصدی ہندوؤں سے لی جائیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو ۶ء۵۰ حق دیا جائے اور دوسری اقوام کو ۴ء۴۹ حق دیا جائے۔ یونیورسٹی کی دو نشستیں مقرر کی جائیں۔ جن میں سے ایک ہندو کو اور ایک مسلمان کو ملے۔ زمینداروں کی الگ نمائندگی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر انہیں علیحدہ نمائندگی دی جائے تو اس اصل پر ہو۔ کہ ہر قوم کے حق نیابت کے برابر اس کی قوم کے زمینداروں کو حق نیابت ملے۔ کیونکہ اگر زمینداروں کو صرف زمینداری کے حقوق کی نیابت کا خیال ہے۔ تو ان کی نیابت اسی طرح ایک مسلمان زمیندار کر سکتا ہے جس طرح ایک ہندو۔

پس اگر ان کی غرض صرف زمیندارہ حقوق کی حفاظت ہے۔ تو انہیں اس بات پر راضی ہو جانا چاہیئے۔ کہ دونوں قوموں کی نیابت کے تناسب کو قائم رکھنے کے لئے زمینداروں کے حلقوں کا انتخاب مخلوط لیکن معین نشستوں کے ساتھ ہو۔ اور تعین نشستوں کا آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ہو۔ اسی طرح اگر ہندوستانی تجارتی حلقوں کو حق دینا ضروری سمجھا جائے۔ تو اسی اصول پر دیا جائے۔ یعنی نشستوں کا تعین مذہب کے مطابق ہو جائے۔ تاکہ تجارتی اور زمینداری حلقوں کو قومی برتری کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ آخر مسلمان تاجر بھی ہیں۔ اور زمیندار بھی۔ اور وُہ اسی طرح ان مخصوص مفاد کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ جس طرح ہندو صاحبان۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اگر ان حلقوں کو قائم رکھا جائے۔ تو یہ شرط نہ کر دی جائے۔ کہ تعداد آبادی کے مطابق ان حلقوں کے نمائندے منتخب ہونے چاہئیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ یہ انتخاب کن اصول پر ہوں۔ کیونکہ انتخاب کے مختلف ذرائع میں سے کئی ذرائع ہماری غرض کو پورا کر سکتے ہیں جو بھی مناسب ہو۔ اسے اختیار کیا جائے۔ اصل غرض صرف یہ ہے کہ انگریزوں کی نمائندگی کے [illegible] چار فیصدی کی قربانی مسلمانوں سے اور دو فیصدی کی قربانی ہندوؤں سے کرائی جائے۔ باقی سب حلقوں میں اس امر کا لحاظ رکھا جائے۔ کہ خواہ مخصوص ہوں۔ خواہ عام نسبت آبادی کی قائم رہے۔

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میرے کئی دوست مجھ پر اعتراض کریں گے کہ اس وقت تک تو میں زور دیتا رہا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو ان کی آبادی کے مطابق ووٹ ملیں۔ لیکن اب میں نے خود پنجاب میں ساڑھے چھپن کی بجائے چون اور بنگال میں ساڑھے چون کی بجائے پچاس کی تجویز پیش کی ہے۔ سو انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں اب بھی اسی تجویز کی تائید میں ہوں۔ لیکن علاوہ ہندوستانی اقوام کے ہمیں انگریزوں کے مخصوص مفاد کا بھی خیال رکھنا پڑیگا۔ جن کی آبادی بہت کم ہے لیکن تجارت اور صنعت بہت وسیع ہے۔ پس اگر انہیں کوئی حق دیا گیا۔ تو لازماً دوسری اقوام کے حق میں سے دیا جائے گا۔ اور یہ معقول بات نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم انگریزوں کے اس حق کو تو تسلیم کریں۔ لیکن ساتھ ہی اپنی تعداد سے بحصہ رسدی انہیں نشستیں دینے کے لئے تیار نہ ہوں پس ان حالات میں ہمیں دو اصل تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک یہ کہ بنگال و پنجاب میں مسلمانوں کی حقیقی اکثریت قائم رہے۔ اور دوسرے یہ کہ وُہ اپنے حصہ کے مطابق بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ انگریزوں کو حق دیدیں تاکہ ان کے حقوق کی نمائندگی پوری طرح ہو سکے۔" (صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۴)

"میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ تقسیم جو میں نے اوپر بتائی ہے یہ فرض کر کے ہے۔ کہ پنجاب اور بنگال کی آبادی ۴ء۵۵ اور ۶ء۵۴ ہے اگر اس سے زائد آبادی مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ جیسا کہ امید ہے۔ کہ آئندہ مردم شماری میں انشاء اللہ حاصل ہوگی۔ تو جو زیادتی اس وقت یا آئندہ مردم شماریوں میں ہوگی۔ یہ سب کی سب مسلمانوں کو ملے گی اسے کسی صورت میں بھی دوسری اقوام میں بانٹا نہیں جائے گا۔ مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ اس خوش آئند مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے قوموں کے سمجھوتے کی کوشش کریں۔ اور اگر سکھوں کو خوش کرنے کے لئے کسی قدر اور قربانی کرنی پڑے۔ تو پرواہ نہ کریں۔ میرا خیال ہے کہ اگر کسی طرح بھی صلح سے کام نہ نکلے۔ تو پنجاب کے مسلمانوں کو باون [۵۲] فیصدی حق تمام دوسری اقوام کی مشترکہ طاقت کے مقابل پر قبول کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ انشاء اللہ آئندہ مردم شماری میں ستاون فیصدی تک مسلمانوں کی آبادی ہونے کی امید ہے۔ جسے ملا کر فوراً ہی ساڑھے ترپن فیصدی حق مسلمانوں کو مل جائے گا جسے ان کی بڑھتی ہوئی نسل انشاء اللہ ہر مردم شماری میں مضبوط کرتی چلی جائے گی۔" (صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

یہ انتہائی سے انتہائی قربانی ہے۔ جو پنجاب اور بنگال کے مسلمان کر سکتے ہیں۔ اس سے ایک ذرہ بھی زیادہ کا مطالبہ ان کے لئے قطعاً ناقابل تسلیم ہے۔

رنگیلا رشی

آریہ سماج نے پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیہودہ سرائی کرنے کی غرض سے وُہ رسوائے عالم رسالہ شائع کیا۔ جس سے پیدا شدہ فتنہ نے کئی سال ہندو مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائے رکھی۔ اور جو بالآخر راجپال کے قتل اور علم دین کی پھانسی پر ختم ہوئی۔ اور اس طرح ہندو مسلمانوں میں رنجش کی مستقل بنیاد قائم کر گئی۔ باوجود اس کے آریہ اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے۔ اور اپنے فعل کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ان حالات میں ہم اس شخص کی ہمت اور کوشش کی داد دینگے جس نے "رنگیلا رشی" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر آریوں کے رشی کے خاص حالات قلم بند کئے ہیں۔ وُہ آریہ جو راجپال کی ناپاک کتاب کے متعلق کہتے تھے۔ مسلمانوں کو اس کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرنے کی بجائے اس کا جواب دینا چاہیئے۔ کیا اب اس بات کے لئے تیار ہونگے کہ نہایت خندہ پیشانی سے "رنگیلا رشی" کا مطالعہ کریں۔ اور اگر کوئی بات غلط سمجھیں۔ تو دلائل اور واقعات سے اسکی تردید کریں۔ مصنف اور کتاب کے خلاف شور نہ مچائیں۔ "رنگیلا رشی" کے مصنف کا نام پنڈت مادھو آچاریہ شاستری ہے۔ اور وُہ مہو اپدیشک سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا پنجاب کے عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک حوالہ کی تشریح

اور

تبلیغی اشتہارات کے متعلق اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۳۰ جنوری ۱۹۳۱ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں

رمضان کے متعلق بعض باتیں

بیان کی تھیں۔ اسی سلسلہ میں آج بھی ایک حوالہ کے متعلق جو "الفضل" کے تازہ پرچہ (۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ اول) میں شایع ہُوا ہے۔ ابتداءً کچھ کہنا چاہتا ہُوں۔ اس کے بعد ایک اور مضمون کی طرف توجہ دلاؤنگا

اسلامی مسائل کی بنیاد

تفقہ پر ہے۔ ان کے اندر باریک حکمتیں ہوتی ہیں۔ اور جب تک ان کو نہ سمجھا جائے۔ انسان دھوکا کھا کر بعض دفعہ گمراہی کی طرف نکل جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ کسی مجلس میں بیان فرمایا۔ کہ انسان اگر تقویٰ سے کام لے۔ تو چاہے۔ سو شادیاں کرلے۔ یہ بات سلسلہ کے اخباروں میں سے ایک میں شایع ہُوئی۔ جس پر یہ چرچا شروع ہوگیا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب یہی ہے۔ کہ

چار کی حد

نہیں۔ شادیاں کوئی جتنی چاہے کرلے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے اس بحث اور جھگڑے کو جو باہر ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہونچایا۔ اور پوچھا۔ اس سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر ایک بیوی مرجائے۔ یا کسی وجہ سے طلاق دی جائے۔ تو انسان اس کی بجائے اور شادی کرسکتا ہے۔ اس طرح خواہ سو شادیاں کرلے۔ اس سے آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی۔ جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے۔ کہ عمر بھر دوسری شادی نہ کرنی چاہئے۔ اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول

تشریح کے بغیر

رہ جاتا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد یہی سمجھا جاتا۔ کہ آپ کا مذہب یہی تھا۔ کہ جتنی شادیاں چاہو کرسکتے ہو۔ صرف تقویٰ کی شرط ہے۔ اسی بارہ میں مجھے یاد آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا اعتقاد ایک عرصہ تک یہی تھا۔ کہ

چار سے زیادہ شادیاں

جائز ہیں۔ ان دنوں چونکہ چھوٹی سی جماعت تھی۔ اور دوست اکثر باہم ملتے تھے۔ ایسے مسائل پر بڑی لمبی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ انہی دنوں ایک زمانہ میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ چار بیویوں کی حد بندی شریعت سے ثابت نہیں۔ اور

ابو داؤد کی ایک روایت

بھی پیش کی جس میں لکھا تھا۔ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ یا انیس نکاح ہوئے۔ اسی مجلس میں کسی نے یہ بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ نہیں۔ اس پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا۔ ممکن ہے۔ آپ کے پاس یہ معاملہ پوری طرح پیش نہ کیا گیا ہو۔ اس لئے کسی سے کہا۔ یہ کتاب لے جاؤ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حوالہ دکھاؤ۔ کتاب لانے والا رستہ میں مجھے بھی ملا۔ وہ بغل میں کتاب دبائے نہایت شوق سے جارہا تھا۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا بات ہے۔ اس نے بتایا حضرت مولوی صاحب نے یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں بھی جواب کے شوق میں اس کی واپسی کا منتظر رہا۔ وُہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ میں نے دیکھا۔ جاتے وقت تو وہ بہت خوش خوش گیا تھا۔ مگر واپس آتے وقت سر جھکائے آرہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ تو اس نے بتایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ مولوی صاحب سے جاکر پوچھو کہاں لکھا ہے۔ کہ یہ

ساری بیویاں ایک ہی وقت میں

تھیں۔ اور بات بھی یہی ہے۔ ایک تاریخ نویس تو جب لکھیگا یہی لکھیگا کہ فلاں شخص نے اتنے نکاح کئے۔ آگے سوچنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہو ہے۔ کہ سب ایک ہی وقت میں کئے۔ یا بعض ان میں سے پہلی بیویوں کی وفات پر کئے۔

پس تفقہ کے ساتھ مسائل کی شکل

بدل جاتی ہے۔ آج جو الفضل کا پرچہ شایع ہوا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ درج ہوا ہے۔ جس کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ کہ اسے صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ اور وُہ یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "میری تو یہ حالت ہے۔ کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں۔ تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

عین ممکن ہے۔ بعض لوگ اس سے یہ بات نکال لیں۔ کہ

سفر اور بیماری میں

جب تک موت کی حالت نہ ہو جائے۔ روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور اس سے یہ دھوکا لگ سکتا ہے۔ کہ روزہ کے متعلق

سفر اور بیماری کے احکام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ حالانکہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان باتوں میں آپ بڑا زور دیا کرتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ غالباً مرزا یعقوب بیگ صاحب جو آجکل غیر مبایع ہیں۔ اور ان کے لیڈروں میں سے ہیں۔ ایک دفعہ باہر سے آئے۔ عصر کا وقت تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا۔ کہ روزہ کھول دیں۔ اور فرمایا۔

سفر میں روزہ جائز نہیں

اسی طرح ایک دفعہ بیماریوں کا ذکر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ کہ

رخصتوں سے فائدہ

اٹھانا چاہئے۔ دین سختی نہیں۔ بلکہ آسانی سکھاتا ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ بیمار اور مسافر اگر روزہ رکھ سکے۔ تو رکھ لے۔ ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ اسی سلسلہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے

محی الدین ابن عربی کا قول

بیان کیا۔ کہ سفر اور بیماری میں روزہ رکھنا آپ جائز نہیں سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ایسی حالت میں رکھا ہوا روزہ دوبارہ رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سُنکر فرمایا۔ ہاں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ پس الفضل میں مندرجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ کا یہ مطلب نہیں۔ کہ بیماری اور سفر میں جب تک موت کے قریب انسان نہ پہونچ جائے۔ روزہ نہ چھوڑے۔ بلکہ یہ الفاظ

بڑھاپے اور عام ضعف کے متعلق

ہیں۔ یعنی جب انسان بیمار نہیں۔ بلکہ مثل بیمار ہوتا ہے۔

تفقہ کے ذریعہ پہلے مسلمانوں نے اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض امور کا فیصلہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں صرف بیمار یا مسافر کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی اس رخصت سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ تفقہ سے آپ نے ان کو بھی بیمار کی حد میں داخل کر دیا۔ اور اس طرح جو شخص بمنزلہ بیمار کے ہو۔ اسے بھی اجازت دیدی۔ اور اس کے ماتحت یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان جب بوڑھا ہو جائے۔ یا کمزور ہو۔ تو اس وقت بھی وُہ بیمار ہی سمجھا جائیگا۔ لیکن بیماری کی بنیاد تو ظاہر حالات پر ہوتی ہے۔ مگر

بڑھاپا اجتہاد سے تعلق

رکھتا ہے۔ بعض حالات میں بڑھاپا اور کمزوری نظر نہیں آتی۔ کئی لوگوں کو دیکھا ہے۔ وہ ۳۰۔ ۳۵ سال کی عمر میں ہی یہ رٹ لگانے لگ جاتے ہیں۔ کہ اب تو ہم بوڑھے ہو گئے۔ اور کئی ۶۰۔ ۷۰ سال کی عمر میں بھی یہی کہتے ہیں۔ ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے۔ ابھی ہم کونسے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ یعنی کئی تو اتنی بڑی عمر تک پہونچکر بھی اپنے آپ کو بوڑھا نہیں سمجھتے۔ اور کئی چھوٹی عمر میں ہی بوڑھا خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں میں تو یہ عام مرض ہے کہ تیس برس کے قریب پہونچکر ہی وہ اس طرح ذکر کرنے لگ جاتی ہیں۔ گویا دو سو سال کی بوڑھی ہیں۔ جب کوئی بات ہو۔ کہیں گی۔ اب ہماری کوئی عمر ہے۔ وہ دن گئے۔ جب ہماری عمر تھی۔ حالانکہ

ہندوستانی عورتوں پر

تو وہ دن کبھی آتے ہی نہیں۔ وُہ چونکہ اپنی صحت کا خیال نہیں رکھتیں ورزش یا سیر وغیرہ نہیں کرتیں۔ اس لئے ان پر وُہ دن کبھی آتے ہی نہیں۔ جب وہ اپنے آپ کو جوان کہہ سکیں۔ یا تو ان پر وہ دن ہوتے ہیں۔ جب وہ کہتی ہیں۔ ابھی ہم جوان نہیں ہوئیں۔ یا پھر فوراً ہی بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے۔ تو بعض لوگ ۳۵۔ ۴۰ سال کی عمر میں اپنے آپ کو بوڑھا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ میں نے اس پر ایک بار خطبہ بھی پڑھا تھا۔ کہ

ضعف کوئی بیماری نہیں

روزہ تو ہے ہی اس لئے۔ کہ ضعف ہو۔ یہ تو بتاتا ہے۔ کہ پیٹ بھر کر کھانے والے ان غریبوں کی حالت کا اندازہ کریں۔ جن کی قریباً ہر وقت ہی ایسی حالت رہتی ہے۔ اگر تو شریعت کہتی۔ کہ روزہ کا منشاء یہ ہے۔ کہ انسان موٹا تازہ اور طاقتور ہو جائے۔ تو بے شک کہا جا سکتا تھا۔ کہ ہمیں چونکہ روزے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتے۔ مگر جب اس سے غرض ہی یہ ہے۔ کہ

جفاکشی اور ہمدردی کی عادت

ڈالی جائے۔ اور انسان خدا تعالےٰ کے صفات اپنے اندر داخل کرے تو پھر کمزوری اور ضعف کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔

پس یہ ضعف والا معاملہ نازک ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا الفاظ کا مطلب یہ ہے۔ کہ

ضعف۔ بڑھاپے اور کمزوری

کی وجہ سے جو روزہ چھوڑا جائے۔ وہ اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک سخت معذوری نہ ہو۔ لیکن بیمار اور مسافر کے لئے یہ شرط نہیں ایک مسافر خواہ کتنا ہی ہٹا کٹا کیوں نہ ہو۔ اُسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے اسی طرح وہ شخص جسے ڈاکٹر کہتا ہے۔ کہ بیمار ہے۔ اگر روزہ رکھیگا تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ وہ صرف بھوکا رہیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اس حوالہ کا مطلب

یہ ہے۔ کہ وُہ حالت جس میں انسان بمنزلہ بیمار کے ہو۔ اس میں بہت احتیاط سے کام لے۔ جو شخص بیمار یا مسافر ہو۔ وُہ تو خدا تعالیٰ سے کہیگا۔ میں نے آپ کا حکم مانا۔ اور روزہ نہ رکھا۔ لیکن جو بیمار سے مشابہ ہے۔ وُہ یہی کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے قیاس کیا میں بیمار ہوں اس لئے میں نے روزہ نہ رکھا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ کہ ثبوت لاؤ۔ تمہارا قیاس ٹھیک تھا۔ بیمار اور مسافر سے تو کوئی ثبوت نہیں مانگا جائیگا۔ مگر مشابہت کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے۔ اس لئے ایسے معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء

یہ ہے۔ کہ انسان ایسے معاملہ میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ بلکہ احتیاط کرے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اُسے

اجتہاد میں غلطی

لگ جائے۔ پس یہ الفاظ ان امور کے متعلق ہیں۔ جن میں انسان اجتہاد کر کے روزہ چھوڑتا ہے۔ اسی طرح

امتحان دینے والے طلباء

ہیں۔ وہ بھی اجتہاد سے کام لیکر ہی روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو ایسا فیصلہ کرتے وقت اچھی طرح سوچ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ کیا واقعی روزہ رکھنے سے ہم نقصان میں مبتلا ہو جائینگے۔ اگر اس کے آثار ظاہر ہوں۔ تو بے شک چھوڑ دیں۔ لیکن اگر اس کا کوئی امکان نہ ہو تو وُہ اپنے کو بمنزلہ بیمار قرار نہ دیں۔ پس یہ حکم صرف اجتہاد کے متعلق ہے۔ بیمار اور مسافر کے متعلق نہیں۔

(اس موقعہ پر کسی نے حضور کو ایک رقعہ دینا چاہا۔ اس پر فرمایا کہ خطبہ میں رقعہ نہیں دینا چاہئے)

اس کے بعد میں دوسرے امر کو لیتا ہوں۔ جس کے متعلق میں نے ایک گذشتہ خطبہ میں اشارہ بھی کیا تھا۔ اور سالانہ جلسہ کی تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ میں نے بیان کیا تھا کہ پچھلے سال

تبلیغی اشتہارات تقسیم کرنے کا فیصلہ

جو میں نے کیا تھا۔ ارادہ ہے۔ اسے اس سال جاری کر دیا جائے۔ اشتہار تبلیغ کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہیں۔ وُہ بہت کثرت سے تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ اور انہیں ایسے علاقوں میں پہونچایا جا سکتا ہے۔ جہاں کے لوگ سلسلہ کے نام تک سے بھی واقف نہ ہوں۔ میرا ارادہ ہے۔ پہلا اشتہار کل تک لکھدوں۔ جو

فروری کے شروع میں

شایع ہو سکے گا۔ اشتہارات کی تقسیم کے متعلق اگرچہ پہلے بھی جماعتوں نے نام لکھائے ہوئے ہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ پھر غور کر کے ہر جماعت اپنے لئے اتنی تعداد مقرر کرے۔ جسے آسانی کے ساتھ ہر ماہ

باقاعدہ تقسیم

کر سکے۔ اس کے علاوہ دوست مجھے ان مضامین سے آگاہ کریں۔ جن کے متعلق وُہ سمجھتے ہیں۔ ان کے علاقہ میں ضرورت ہے۔ ممکن ہے۔ بعض علاقوں میں کسی خاص مضمون پر لکھنے کی ضرورت ہو۔ جس کا مجھے پتہ نہ ہو۔ کیونکہ میں تو باہر نہیں جاتا۔ اگرچہ دوستوں کے خطوط اور ملاقاتوں وغیرہ سے مجھے خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت کچھ حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ پھر بھی انسان محتاج ہے۔ اس لئے جو دوست باہر تبلیغ کرتے ہیں۔ وُہ مجھے لکھیں۔ کہ

کن مضامین پر اشتہار ضروری ہیں؟

میرے خیال میں تو یہ امر بہت ضروری ہے۔ کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو یہ بتایا جائے۔ کہ ہمیں کسی

آنے والے کی احتیاج

ہے۔ پہلے تو لوگ یہ کہتے تھے۔ چونکہ حضرت مسیحؑ نے آسمان سے آنا ہے۔ اس لئے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ مگر اب وہ زمانہ آیا ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہمیں کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مسائل ہو سکتے ہیں۔ پس احباب مجھے اطلاع دیں۔ تا ایک پروگرام کے ماتحت کام شروع کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ میرا ارادہ ہے۔ کچھ اشتہار

عورتوں کو مذہب اسلام کی حقانیت

سے آگاہ کرنے کے لئے شایع کئے جائیں۔ اور ان اشتہارات کا بوجھ سلسلہ کی عورتیں اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور

ہر شہر کی احمدی مستورات

94

ایسے اشتہارات منگوا کر پڑھی لکھی عورتوں میں تقسیم کریں۔ تا عورتوں کے اندر جو

دہریت کی رَو

چل رہی ہے۔ اس کا مقابلہ کیا جائے

تیسرے میرا ارادہ

طالب علموں میں اشتہارات

شائع کرنے کا ہے۔ تا ان کے اندر الحاد اور دہریت کی پیدا شدہ رَو کو روکا جا سکے۔ پچھلے ایک خطبہ میں میں نے کہا تھا۔ لاہور کے کالجیٹ طلباء میں ہر ماہ ایک اشتہار تقسیم کرنے کا خرچ تقریباً ۲۵ روپیہ ماہوار ہوگا۔ اس پر ایک دوست نے لکھا ہے۔ میں اس کے لئے ۲۵ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا۔ مگر چونکہ ضرورت ہے۔ کہ دوسرے علاقوں کے طلباء کے لئے بھی انگریزی وغیرہ دوسری زبانوں میں ایسے اشتہار تقسیم ہوں۔ اس لئے جو دوسرے دوست اس کار ثواب میں حصہ لینا چاہئیں وہ شریک ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ میرا ارادہ ہے

کچھ اشتہار ادنیٰ اقوام کے لئے

شائع کئے جائیں۔ جن میں انہیں بتایا جائے۔ کہ ان کی نجات اسلام میں آنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ تا ان کے اندر بھی بیداری پیدا ہو۔

پانچویں قسم کے اشتہارات

ہندوؤں میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ ہندوؤں میں ابھی تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔ یو۔پی۔ بہار۔ مدراس اور گجرات وغیرہ علاقوں میں ہندوؤں کے اندر ہندی تامل۔ مرہٹی۔ اور انگریزی وغیرہ زبانوں میں اشتہار تقسیم کئے جائیں۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کرشن ہونے کی نسبت

سے جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ وہ پوری ہو سکے۔ پس دوست جس مضمون سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اس کے متعلق مفید مشورہ یا امداد سے دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ کو اطلاع دیں ؎

غیر مبایعین کی احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تم پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔۔۔۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو ۔۔۔ جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔۔۔۔ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"۔ لیکن غیر مبایعین کے مایہ ناز ڈاکٹر عطا محمد صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ بنگہ نے ۳۰ جنوری ۱۹۳۱ء کو غیر احمدی مکفر اور مکذب امام کے پیچھے نماز جمعۃ المبارک ادا کی۔ یہ ہے۔ ان لوگوں کی احمدیت ؎

خاکسار فضل الدین از بنگہ

حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کے متعلق خدا تعالیٰ کی بشارتیں

غیر مبایعین معہ اپنے "حضرت امیر" کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اولاد خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اپنی ہر تحریر۔ تقریر۔ اور باہمی گفتگو میں جس بدتہذیبی اور بیہودگی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اس سے ہر وہ شخص واقف ہے۔ جسے ان سے ملنے یا ان کی تحریریں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اگر غور کیا جائے تو ان لوگوں کی یہی روش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے برگشتہ ہونے۔ اور آپ کے الہامات اور تحریروں کو پس پشت ڈالنے کا کافی سے بڑھ کر ثبوت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے متعلق خدا تعالیٰ کے جو الہامات اور بشارتیں بیان فرمائی ہیں۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اور ان پر ایمان لاتے ہوئے۔ کسی شخص کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ان اعتراضات کی مورد بن سکتی ہے۔ جو غیر مبایعین کے لئے روزمرہ کی باتیں ہیں۔

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے چند حوالے پیش کر کے گزارش ہے۔ کہ ایک طرف ان کو رکھئے۔ اور دوسری طرف غیر مبایعین کی اولاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس وقت تک کی روش کو دیکھئے۔ اور پھر فیصلہ کیجئے۔ کہ یہ لوگ صراطِ مستقیم سے کتنے دور جا پڑے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس قدر منقطع ہو چکے ہیں ؎

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تریاق القلوب طبع اوّل صفحہ ۴۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"الہام یہ بتلاتا تھا۔ کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے۔ اور ایک کو ان میں ایک مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا۔ سو خدا کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے"۔

تریاق القلوب طبع دوم کے صفحہ ۸۸ پر اپنے نشانات بیان کرتے ہوئے بائیسواں نشان یہ پیش فرماتے ہیں:۔

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے۔ جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا۔ کہ محمود تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا۔ جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے"

اس کے بعد نشان ۲۳، ۲۴، ۲۵ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی باقی اولاد کا ذکر کیا ہے۔

پھر تریاق القلوب صفحہ ۴۸ پر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لا دے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہربانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے۔ کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے"۔

تریاق القلوب صفحہ ۱۶۳ پر رقم فرماتے ہیں:۔

"ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا۔ کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی۔ تو اس کے لئے مبارک ہوگا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی۔ سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کا بذریعہ الہام فروری ۱۸۸۶ء میں وعدہ دیا۔ اور پھر ہر ایک پسر کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں وعدہ دیا۔ اور جیسا کہ یہ پہلا امر [illegible] خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے۔ کہ اس نے ان ہر چہار لڑکوں کے پیدا ہونے کا اس وقت وعدہ دیا۔ جبکہ ان میں سے ایک بھی موجود نہ تھا"؎

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا۔ اور مخالفوں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی۔ تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا۔ کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی۔ اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرے تھے۔ کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا"۔

یہ چند حوالے جو پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد خدا تعالیٰ کی بشارتوں اور پیشگوئیوں کے ماتحت پیدا ہوئی ہے۔ اور اسے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا ہے۔ اب جو لوگ اس پر ناپاک حملے کرتے ہیں۔ وہ خدا اور اس کے مسیح کو جھٹلاتے ہیں ؎

حضرت مسیح موعودؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس نئے رنگ میں پیش کی

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا لیکچر جو انہوں نے جلسہ سالانہ ۳۰ء پر دیا

رسول کریمؐ کی شان بلحاظ پیشگوئیوں کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وُہ پیشگوئیاں جو اس زمانہ میں ظہور میں آئیں۔ اگرچہ اجمالی حیثیت سے ان کے دوسرے مسلمان بھی قائل رہے۔ اور اب تک بھی قائل کہلاتے ہیں۔ لیکن ظہور کے بعد جب سیدنا حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود کی حیثیت سے دعویٰ کرنے کے ساتھ ان پیشگوئیوں کی تصدیق کی اور ان کے رُو سے علاوہ اپنی تصدیق دعویٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا نیا جلوہ پیش کیا۔ تو بدقسمتی سے علماء مخالفین نے محض حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور عداوت کی وجہ سے ان پیشگوئیوں کی تکذیب کی۔ محض اس لئے کہ ہمیں تصدیق سے ان کے معتقدین اور ان کے ہم خیال اور پیرو حضرت مرزا صاحب کو مان نہ لیں۔

ان میں سے ایک پیشگوئی بعث مجددین کے متعلق ہے۔ جو ابوداؤد اور مشکوٰۃ کے باب العلم میں بیان کی گئی ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دین کی تجدید کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر کسی نہ کسی شخص کو مجدد کر کے مبعوث فرماتا رہیگا۔ چنانچہ ہر صدی کے متعلق تیرھویں صدی تک مجددین کی بعثت کو تسلیم کیا گیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی گیارھویں صدی کے مجدد ہوئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بارھویں صدی کے۔ سید احمد صاحب بریلوی تیرھویں صدی کے۔ اور یہ مجددین ہندوستان کی سرزمین میں مبعوث ہوئے۔ اب چودھویں صدی کے سر پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق کسی نے آنا تھا۔ سو وہ خدا کی حکمت اور رحمت سے حضرت مرزا صاحب قرار پائے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے مجدد ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مجدد والی پیشگوئی اس چودھویں صدی پر بھی پوری نکلی۔ گو علماء نے انکار کیا۔ اور انکار سے نہ صرف حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کی بلکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدا تعالیٰ کے وعدہ کی تکذیب کی۔ اسی طرح دار قطنی اہل سنت کی۔ اور اکمال الدین شیعوں کی کتابوں میں رمضان میں چاند سُورج کے خسوف وکسوف کی پیشگوئی تھی۔ کہ وُہ امام مہدی کی صداقت کا نشان ہوگا۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ باوجود سُنی شیعہ کے اختلاف کے اس پیشگوئی کے دونوں فرقے محافظ رہے۔ پھر خدا نے اپنے فضل سے اس کی تصدیق فرما کر ایک طرف اس نشان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت کو تازگی بخشی۔ اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت پر صداقت کی مہر لگائی۔ لیکن علماء نے اس کی بھی تکذیب کی۔

پھر حدیث میں مسیح موعودؑ کے ظہور کا نشان صلیبی فتنہ کا غلبہ اور اونٹوں کا بیکار ہونا۔ اور طاعون کا پھوٹنا پایا جاتا تھا۔ لیکن بعد ظہور محض اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کی ان نشانوں سے تصدیق ہوتی ہے۔ ان پیشگوئیوں کا وہ پہلو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو نمایاں کرتا ہے وہ حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا۔ لیکن علماء مخالفین نے اس سے بھی اعراض کیا۔

دمدار ستارہ بھی پیشگوئی کے مطابق ظہور پذیر ہُوا۔ جسے حضرت مرزا صاحب نے اپنی صداقت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے آپؐ کی شان کا اظہار کیا۔ مگر علماء مخالفین تصدیق نہ کر سکے۔

علاوہ اس کے سورۂ تکویر میں آخری زمانہ کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ جو مسیح موعودؑ کے ظہور کے نشانات ہیں۔ جیسے اونٹوں کا بیکار ہونا۔ جس سے نئی سواری ریل وغیرہ کا ظہور مقصود تھا۔ پہاڑوں کا اڑایا جانا باہمی میل ملاقات کے سامانوں کا پیدا ہوجانا۔ دریاؤں کا خشک ہوجانا۔ اور نہروں کے ذریعہ سے پھاڑا جانا۔ جنگلوں کا آباد ہوجانا۔ مطابع کا جاری ہونا۔ اخباروں اور رسالوں کا بکثرت شایع کیا جانا۔ وحشی جانوروں کا چڑیا گھروں کے ذریعہ اکٹھا کیا جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سے ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت کا نشان ایسے نئے رنگ میں پیش ہونے کے ساتھ خدا تعالیٰ کے علم غیب اور اس کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ جس سے کوئی سمجھدار انسان انکار نہیں کرسکتا۔ ان نشانوں کے ظہور سے اسلام اور نبی اسلام خدائے اسلام کی صداقت کا زبردست ثبوت اس لحاظ سے بھی پُرشوکت اور پُرعظمت شان کے ساتھ متحقق ہے۔ کہ ان نشانوں کا ظہور کسی اسلامی سلطنت اور اسلامی جماعت کے اہتمام اور انتظام کے ماتحت صُورت پذیر نہیں ہُوا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت تامہ کاملہ سے عیسائی قوم اور عیسائی حکومت اور سلطنت کے ذریعہ سے ان نشانوں کو ظہور میں لایا۔ تا مسلمانوں کا ایمان تازہ اور قوی ہو۔ اور عیسائیوں پر جو اسلام اور خدائے اسلام اور پیغمبر اسلام اور مسیح اسلام کے دشمن اور سخت مخالف ہیں۔ ان نشانوں کے ذریعہ اتمام حجت ہو۔ کہ جو نئی ایجادیں جیسے ریلیں اور نہریں اور جنگلوں کی نئی آبادیاں جن پر لاکھوں کروڑوں روپے صرف ہُوئے۔ اور ایک مدت دراز تک کروڑوں انسانوں کے دماغ اور بازو اپنی ہمت اور قوت صرف کرتے رہے۔ آخر اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہ کہ قرآن کریم کی پیشگوئیاں پوری کی گئیں

حضرت مرزا صاحب نے ان تازہ نشانوں سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو نئے رنگ میں پیش کیا۔ آپ کے سوائے کون پیش کر سکا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یتزوج ویولد لہ مسیح موعود کے حق میں تھی۔ کہ وُہ نشان کے طور پر بیوی کریگا۔ اور نشان کے طور پر ہی اس کے ہاں اولاد بھی ہوگی چنانچہ حضرت اقدس کا حضرت ام المومنین سے نکاح اذکر نعمتی اخذ رایت خدیجتی کی الہامی پیشگوئی کے مطابق ہُوا۔ اور حضرت سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب الہامی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے ہاں تولد ہُوئے۔ سیدنا حضرت خلیفہ ثانی کی نسبت فضل عمر کا الہام تھا۔ کہ وُہ حضرت عمر کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد دُوسرے خلیفہ ہونگے۔ سو یہ نشان بھی پیشگوئی کے مطابق ظاہر دعیاں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے مختلف حلیئے بیان فرما کر اس امر کا اظہار کیا تھا۔ کہ مسیح دو ہیں۔ مسیح اسرائیلی جس کا حلیہ فاما عیسےٰ فاحمر جعد عریض الصدر کے الفاظ میں سرخ رنگ گھنگریالے بال بیان فرمائے۔ اور اسے شب معراج میں فوت شدہ انبیاء میں دیکھا۔ اور مسیح محمدی یعنی مسیح موعود جس کا حلیہ آدم سبط الشعر کے الفاظ میں گندم گوں اور سیدھے بالوں والا بیان فرمایا۔ جو حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود میں پایا گیا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

رنگم چو گندم است بمو فرق بین است
زاں ساں کہ آمد است در اخبار سرورم ؏
ایں مقدم نہ جائے شکوک است والتباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم ؏

سو خدا نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود کی شان کے ساتھ اسی موعودہ حلیہ میں پیدا کیا۔ جو مدعی کے اختیار سے بالکل باہر کی بات تھی لیکن مخالف علماء اس نشان کی بھی تصدیق نہ کر سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ میری امت کے

تہتر فرقے ہو جائینگے۔ اس وقت ایک ناجی ہوگا۔ دوسرے سب دوزخی ہونگے۔ دوسری حدیث میں فرمایا۔ خیر ھذہ الامۃ اولھا و آخرھا اولھا فیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آخرھا فیھم عیسے ابن مریم۔ یعنی بہتر اس امت کا اول اور آخر ہے۔ اول اس لئے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آخر اس لئے کہ اس میں مسیح موعودؑ ہونگے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تہتر فرقوں میں تہترواں فرقہ جو ناجی اور بہشتی ہے۔ وہ مسیح موعود پر ایمان لانے والا ہے۔ اور بہتر (۷۲) فرقے ناری مسیح موعودؑ کے انکار کرنے والے ہونگے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود کی مخالفت کرنے والے بہتر (۷۲) فرقے ہونگے۔ اور ان کے مقابل ایک جماعت جو انہی بہتر (۷۲) فرقوں سے سعید روحیں نکل نکل کر مسیح موعود کے ساتھ جمع ہوگی۔ اس کی تصدیق کرنے والی ہوگی۔ سو زمانہ ظاہر ہے۔ حالات۔ واقعات۔ نشانات۔ علامات سب ظاہر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پیشگوئیوں کی تصدیق بھی آج انہی کو نصیب ہو سکتی ہے۔ جو مسیح موعودؑ کو مان لیں۔ ورنہ ایک منکر کے لئے مشکل ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے انکار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نشانوں کی تصدیق یا اقرار کرے۔

پھر حضرت مرزا صاحب کی اپنی پیشگوئیاں جو نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوئیں۔ جیسی کہ یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق۔ کا نشان اور زبردست اور پر شوکت نشان آپ حضرات کے سامنے اسی جلسہ کا منظر موجود ہے۔ وہ اس کثرت سے ہیں۔ اور وہ سب کی سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے اثرات میں داخل ہیں۔ جن کے بیان کرنے کے لئے یہ قلیل وقت کسی طرح سے بھی گنجائش نہیں رکھتا۔

لیکن ایک نشان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے نشان کے ہمرنگ ہے۔ اور آپ کے نشان کی تازہ تصدیق سے آپ کی شان کو بالکل نئے رنگ میں ظاہر کرتا ہے۔ اس کا ذکر اس موقعہ پر کر دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے متعلق واللہ یعصمک من الناس کا نشان بطور پیشگوئی پیش کیا۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کو لوگوں کے مکر سے محفوظ رکھیگا۔ اور آپ قتل ہونے سے محفوظ رہینگے۔ یہ ایک نشان ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ظہور میں آیا۔ کہ باوجودیکہ آپ کے سخت سے سخت دشمن اور مخالف آپ کے قتل کے منصوبوں کے ساتھ کوششیں کرتے رہے۔ لیکن آخر ناکام رہے اس طرح خدا تعالےٰ کے علم غیب اور اس کے قادرانہ تصرف اور قدرت کے ثابت ہونے کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بھی مہر لگ گیا۔ کہ جو کچھ پیشگوئی کے طور پر قبل از وقت بتایا گیا۔ درست نکلا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نشان کی تصدیق تجدید کی صورت میں دُنیا کو دکھائی۔ اور قبل از وقت الہٰی الفاظ میں خدا کی وحی اور الہام کی بناء پر پیشگوئی شایع فرمائی۔ کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ باوجودیکہ میرے دشمن ہزاروں منصوبے میرے قتل کے لئے کریں۔ خدا کے فضل سے میں قتل سے محفوظ رہونگا چنانچہ آپ نے زوردار الفاظ میں تحدی اور پر شوکت تحدی کے ساتھ ذیل کا کلام پیش فرمایا ؎

وانی بفضل اللہ فی حجر خالقی
اربی واعصم من لیام تنمروا
وان یاتنی الاعداء بالسیف والقضا
فواللہ انی احفظن واظفر ؛
وان یلقنی خصمی بنار مذیبۃٍ
تجدنی سلیما والعدو یدمرٗ
واوعد نی قوم لقتلی من العدا
فبادرھم قھر الملیک وخسروا

مطلب یہ۔ کہ میں خدا کے فضل سے اپنے خالق کی کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں۔ اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں۔ بچایا جاتا ہوں۔ اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں۔ پس بخدا میں بچایا جاؤنگا۔ اور مجھے فتح ملے گی۔ اور اگر میرا دشمن ایک گداز کرنے والی آگ میں مجھے ڈال دے۔ تو تو مجھے سلامت پائیگا۔ اور دشمن ہلاک ہوگا۔ اور بعض دشمنوں نے مجھے قتل کرنے کے لئے وعدہ کیا۔ پس خدا کے قہر نے انہیں پکڑ لیا۔ اور وہ خائب و خاسر ہو گئے۔

میرے پیارو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس برگزیدہ نائب اور اس مظہر اور ظل رسول کے پر شوکت اور پر تحدی الفاظ میں جس پیشگوئی کو پیش کیا گیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ اور جس شان کے ساتھ پیشگوئی وقوع میں آئی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح سے پیشگوئی کے مطابق قتل سے محفوظ رہے۔ اور اپنے نشان حفاظت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان حفاظت کی تجدید کا جلوہ دکھا گئے۔ وہ کچھ مخفی بات نہیں۔ پس ان واقعات کے ساتھ ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدق پرکھیں۔ اور دوسری طرف آپ کے کارناموں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس عظیم القدر اور پر رفعت نشان کو ملاحظہ فرمادیں۔ جو بالکل نئی اور نرالی حیثیت میں اس پُر فتن اور پر ظلمت زمانہ میں آپ نے پیش کی ؛

اچھوت اقوام کی مردم شماری میں بے انصافی

(۱) کئی جگہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مردم شماری کے فارموں کے خانہ نمبر ۱۰ میں جہاں مذہب و فرقہ مطلوب ہے وہاں اچھوت بھائی اپنے تئیں آدی ہندو لکھاتے ہیں۔ مگر بہت سے شمار کنندگان جو متعصب اونچی ذات کے ہندوؤں کے زیر اثر یا خود ہندو ہیں۔ وہ آدی ہندو کی بجائے صرف ہندو لکھ رہے ہیں۔ اور اس امر کی شکایت تحریری درخواست کے ذریعہ بلند شہر کے ضلع کے مہتمم صاحب محکمہ مردم شماری کی خدمت میں وہاں کے اچھوت بھائیوں نے بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ ارسال کی ہے۔ تا حال کوئی جواب وہاں کے اچھوت بھائیوں کو اپنے تئیں آدی ہندو لکھانے کیلئے نہیں ملا۔ ہمارے بھائی اپنے آپ کو برابر آدی ہندو ہی کہکر لکھواتے ہیں۔ مگر شمار کنندگان ایسا نہیں لکھتے۔ زیادہ تاکید کرنے پر شمار کنندگان یہ کہتے ہیں۔ کہ جاؤ۔ ہماری شکایت کرو۔ جیسا کہ بلند شہر ضلع کے ایک بھائی کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی۔

(۲) مردم شماری کے خادم کے خانہ ۱۰ کے متعلق چھپی ہوئی سرکاری ہدایت میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ جو کسی گھر کا یا کنبہ کا سرپرست اپنا مذہب اور فرقہ بتلائے۔ وہی مذہب شمار کنندگان کو لکھنا چاہئے۔ مگر پھر بھی غریب اچھوت جاتیوں کو آزادی کے ساتھ اپنا مذہب اور فرقہ لکھانے کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔

(۳) ملاپ اردو روزانہ اخبار لاہور کے پرچہ مورخہ ۱۹ میں ایک ایڈیٹوریل درج ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ آد دھرمی یا آدی ہندو۔ ہندوؤں کا نام اب کے ہی سننے میں آیا ہے۔ ہمیں اس پر بڑی حیرانگی ہوئی۔ کہ ملاپ جیسے روزانہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب دعوٰی تو ساری دُنیا کی واقفیت کا کرتے ہیں۔ لیکن ان کو یہ بھی پتہ نہیں۔ کہ کانپور سے آدی ہندو اخبار کتنے عرصہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح لکھنؤ سے آدی ہندو رسالہ سالہا سال سے نکلتا رہا ہے قبل ازیں جالندھر سے آدی ڈنکا سالہا تک نکلتا رہا۔ اور ابھی حال میں آٹھواں اجلاس آل انڈیا آدی ہندو کانفرنس کا الہ آباد میں مانیور بھائی گنیش راؤ اکاجی گوی۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ ناگپور نواسی آدی ہندو کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا۔ علاوہ اس میں آدی دراوڈ کے نام سے ہماری بہت سی اچھوت جاتیوں کی سبھائیں ہیں۔ مگر اڈیٹر صاحب ملاپ لاہور نادانی سے یا حقارت کے طور پر ہم غریب اچھوتوں کی ہستی کو ہی آج بالکل بھلا رہے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دل میں اچھوت جاتیوں کی بہتری کا کوئی سنجیدہ خیال نہیں ہے ورنہ ہمارے ساتھ ہنسی مذاق نہ کیا جاتا ہم نے ملاپ کے اڈیٹر صاحب کی خدمت میں بھی ایک اپیل حال میں ارسال کی تھی۔ وہ بھی انہوں نے اپنے اخبار میں شایع کرنی گوارا نہ کی۔

(۴) اونچی ذات والے ہندو جو ہم سے دھن دولت عقل و ہنر و علمیت و درجہ میں ہر طرح بڑھے چڑھے ہیں۔ چاہئے تھا کہ وہ ہمارے بڑے بھائی بنکر ہمیں اعلیٰ کاموں کی طرف رہبری کرتے اور امداد دیتے۔ نہ کہ ہر رنگ میں ہماری تحقیر کرتے۔ ۳۳

(۵) بعض آریہ اخبارات کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ بہت سے غریب اچھوت کھٹیک وغیرہ جنہیں کئی سال ہوئے۔ آریوں نے شدھ کیا تھا۔ وہ اب بھی پہلے کی طرح اچھوت کے اچھوت پڑے ہیں۔ اصل میں اچھوتوں کی شدھی اصل معنوں میں تب ہی ہو سکتی ہے۔ جب پہلے ہندو شاستروں۔ منوسمرتی وغیرہ کو شدھ کر کے اس میں سے وہ سب اشلوک دور کئے جائیں۔ جو اچھوتوں کو اچھوت بنائے رکھنے کیلئے صدیوں سے چلے آ رہے ہیں۔ اگر ہمارے آریہ بھائی اچھوتوں کو اچھوت پن سے

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

نمبر	نام	مقام
۱۴۶	برکت علی صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۴۷	سید امام شاہ صاحب	« لودھیانہ
۱۴۸	جان محمد صاحب	« «
۱۴۹	محمد عبد اللہ صاحب	« شیخوپورہ
۱۵۰	غلام حیدر صاحب	« «
۱۵۱	فیض احمد صاحب	« «
۱۵۲	اللہ بخش صاحب	« «
۱۵۳	محمد نذیر صاحب	« «
۱۵۴	نور احمد صاحب	« «
۱۵۵	محمود احمد صاحب	« «
۱۵۶	عبد الغنی صاحب	« «
۱۵۷	مختار احمد صاحب	« «
۱۵۸	علی احمد صاحب	« «
۱۵۹	عبد الحمید صاحب	« «
۱۶۰	محمد احمد صاحب	« «
۱۶۱	الہ بخش صاحب	« «
۱۶۲	میاں محمد صاحب	« «
۱۶۳	اسماعیل صاحب	« «
۱۶۴	عبد العزیز صاحب	« گوجرانوالہ
۱۶۵	محمد ابراہیم صاحب	« شیخوپورہ
۱۶۶	الہ دین صاحب	« شاہ پور
۱۶۷	عبد الرحمٰن صاحب	« لدھیانہ
۱۶۸	فتح دین صاحب	« «
۱۶۹	رحیم بخش صاحب	« «
۱۷۰	محمد اسماعیل صاحب	« «
۱۷۱	محمد ابراہیم صاحب	« شیخوپورہ
۱۷۲	عبد الکریم صاحب	« لائل پور
۱۷۳	عطاء اللہ صاحب	« سرگودھا
۱۷۴	عبد الرحمن صاحب	« سیالکوٹ
۱۷۵	فقیر محمد صاحب	« «
۱۷۶	خیر الدین صاحب	« «
۱۷۷	محمد شریف صاحب	« «
۱۷۸	لال دین صاحب	« «
۱۷۹	اسماعیل صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۸۰	حسن دین صاحب	« «
۱۸۱	تاج محمد صاحب	« مظفرگڑھ
۱۸۲	مولوی ظہور اللہ صاحب	« «
۱۸۳	احمد بخش صاحب	« «
۱۸۴	عبد اللہ صاحب	« «
۱۸۵	عطا محمد صاحب	« «
۱۸۶	عبد الرحمٰن صاحب	« شاہ پور
۱۸۷	محمد رفیق صاحب	« «
۱۸۸	محمد دین صاحب	« گورداسپور
۱۸۹	عبد الحمید صاحب عارف	« «
۱۹۰	عبد الوحید صاحب	« «
۱۹۱	رحمت اللہ صاحب	« لدھیانہ
۱۹۲	محمد اسماعیل صاحب	« سیالکوٹ
۱۹۳	عبد الغنی صاحب	« «
۱۹۴	علی گوہر صاحب	« «
۱۹۵	محمد دین صاحب	« «
۱۹۶	محمد شفیع صاحب	« «
۱۹۷	حسین بخش صاحب	« «
۱۹۸	شیر محمد صاحب	« «
۱۹۹	اللہ دتا صاحب	ضلع گجرات پنجاب
۲۰۰	رمضان صاحب	« «
۲۰۱	غلام پیر صاحب	ضلع ہوشیارپور
۲۰۲	حاکم علی صاحب	« شاہ پور
۲۰۳	علی محمد صاحب	« «
۲۰۴	علی محمد صاحب	« گورداسپور
۲۰۵	غلام محمد صاحب	« لائل پور
۲۰۶	خدا بخش صاحب	ریاست کپورتھلہ
۲۰۷	کمال دین صاحب	« «
۲۰۸	روڑا صاحب	« «
۲۰۹	ابراہیم صاحب	ضلع سرگودہا
۲۱۰	محمد شریف صاحب	« گوجرانوالہ
۲۱۱	فضل الٰہی صاحب	ضلع گجرات پنجاب
۲۱۲	محمد رمضان صاحب	انبالہ شہر
۲۱۳	عبد اللطیف صاحب	« «
۲۱۴	محمد حیات صاحب	ضلع ملتان
۲۱۵	سراج دین صاحب	« «
۲۱۶	خادم حسین صاحب	« «
۲۱۷	ذاکر محمد صاحب	« «
۲۱۸	پیر محمد صاحب	« «
۲۱۹	برکت اللہ صاحب	« «
۲۲۰	محمد اکبر صاحب	« «
۲۲۱	ابراہیم صاحب	« «
۲۲۲	کریم بخش صاحب	« «
۲۲۳	غلام نبی صاحب	« گوجرانوالہ
۲۲۴	محمد شفیع صاحب	« جہلم
۲۲۵	عبد اللہ صاحب	« ملتان
۲۲۶	چراغ دین صاحب	« «
۲۲۷	سلطان احمد صاحب	سرگودہا شہر
۲۲۸	عبد القادر صاحب	ضلع جالندھر
۲۲۹	ہدایت اللہ صاحب	« «
۲۳۰	عبد الرحمٰن صاحب	« «
۲۳۱	ابراہیم صاحب	« «
۲۳۲	فضل الدین صاحب	« «
۲۳۳	عزیز احمد	پشاور شہر
۲۳۴	علم دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۳۵	غلام محمد صاحب	« «
۲۳۶	دین محمد صاحب (الہ دین صاحب)	« «
۲۳۷	شیخ محمد انور صاحب	« لاہور
۲۳۸	عبد الرحمٰن صاحب	ضلع ملتان
۲۳۹	محمد اسماعیل صاحب	«
۲۴۰	حسی خان صاحب جانہ بلوچ	« ڈیرہ غازیخاں
۲۴۱	حسن محمد صاحب	« گوجرات
۲۴۲	امام الدین صاحب	« «
۲۴۳	یوسف علی صاحب	« امرتسر
۲۴۴	فضل کریم صاحب	« گوجرات
۲۴۵	محمد یوسف صاحب	سیالکوٹ شہر
۲۴۶	بشیر احمد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۲۴۷	فضل کریم صاحب	« لاہور
۲۴۸	رحمت اللہ صاحب	« لدھیانہ
۲۴۹	علی زمان صاحب	« ہزارہ

(باقی آئندہ)

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض ناطاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی

بہترین اور مجرب دوا ہے

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

روحانی علاج

استغفار اور دعا ہے۔ اگر خدانخواستہ جسمانی علاج کی ضرورت پڑے۔ تو ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس۔ بیری اکبر پور کانپور کو یاد فرمائیے کیونکہ اس لئے کہ بیماریوں کا علاج ہومیوپیتھک دواؤں سے بذریعہ خط و کتابت کیا جاتا ہے۔ دوائیں امریکہ و جرمنی کی مجربات۔ زود اثر۔ خوش ذائقہ۔ کم قیمت اور سخت سے سخت بیماریوں میں فائدہ دینے والی ہیں۔ ہر ایک مردانہ و زنانہ ظاہری و پوشیدہ بیماری کیلئے پورا حال تحریر فرمائیے۔ بایوکیمک اصلی جرمنی کی مہر شدہ درا مُلا طلب فرمائیں بخط و کتابت ہومیوپیتھک سیکھنے کیلئے بھی احباب جوابی کارڈ بھیج کر دریافت کر سکتے ہیں۔

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی سے خرید فرماویں عمدگی اشیاء کے متعلق انگلستان نے جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ½ حصہ دنیا پر قابض ہوئے۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس لینے کی کوشش کریں۔ اور ذیل کا سارٹیفکیٹ ملاحظہ فرماویں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۸ پینز اول درجہ فی عدد ۸/
〃 〃 رنگین سرخ و سبز درجہ اول دوم ۶/ ۴/
〃 〃 نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی ۸/
〃 〃 〃 دوم 〃 یک طرفہ ۶/
〃 〃 〃 سوم 〃 〃 ۴/
بلیڈر نمبر۵ برائے والی بال نمبر۵ اصلی کیمبرج پیسٹ رجسٹرڈ ۱۲/
ہاکی سٹکس لیدر سیون اول درجہ رگڈ ارملیٹڈ عمدہ قسم
〃 〃 〃 دوم 〃 دو درجہ بلیڈڈ
〃 لیدر بونڈ 〃 اول 〃 بلیڈڈ عمدہ قسم
〃 بال سفید چمڑہ 〃 دوم 〃 کیس
〃 〃 〃 اول 〃 ریگارڈ کراؤن
〃 〃 〃 دوم 〃
〃 〃 〃 سوم 〃 پاپولر
کمپو بال کاک کریسنٹ

(نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ)

سارٹیفکیٹ: لیہ لداخ کشمیر ۲۱ اپریل ۱۹۳۰ء
مکرم بندہ سلامت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ سے ماہ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں پولو ٹینس کا سامان اپنے اور بعض احباب کے استعمال کے واسطے منگوایا تھا۔ ابھی حال میں پہونچ گیا تھا۔ مگر برف باری کی وجہ سے اس وقت تک استعمال نہ کر سکے۔ اب چند روز سے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ سب سامان بہت عمدہ اور حسب منشاء ہے۔ اور سب احباب نے پسند کیا ہے۔

خاکسار

خان بہادر غلام محمد احمدی سپیشل جرس آفیسر لیہ لداخ

اگر آپ انگریزی میں لائق بننا چاہتے ہیں

یا اپنے بچوں کو لائق بنانا چاہتے ہیں؟

تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر کتاب انگلش ٹیچر منگوا لیجے۔ یہ کتاب انگریزی گرامر گفتگو ترجمہ اور خط و کتابت وغیرہ میں بہت جلد لائق بنا دے گی۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کا یقین کامل دلائے گی۔ دیکھئے جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار کیا فرماتے ہیں:۔

"میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت ہی مفید پایا ہے۔ براہ کرم دو اور کتابیں بھیج کر ممنون فرمائیں"

ایس گوپال سنگھ صاحب سلطان ونڈ ضلع امرتسر۔
"میں انگریزی میں بہت کمزور تھا۔ لیکن جدید انگلش ٹیچر کے طفیل میں انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤنگا"

اگر یہ کتاب ایک لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے تو کل قیمت واپس منگوا لیں۔

صفحہ ۳۰۴ دوسرا ایڈیشن

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

قمر برادرز (الف) شملہ

بال شربت

خوش ذائقہ اور بچوں کی ہر طرح کی کمزوری کو قلیل عرصہ میں دور کرنے میں بے مثل چیز ہے۔ اس کے استعمال سے علاوہ موٹا تازہ ہو جانے کے بچہ دانت بھی نہایت آسانی سے نکالتا ہے اور دانت نکالنے کے زمانہ کے ہر طرح کے عوارضات سے بفضل خدا بالکل محفوظ رہتا ہے۔

قیمت معہ محصولڈاک ۱۲/ مینیجر شفاخانہ ولپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ضرورت رشتہ

ایک معزز و باحیثیت ککے زئی افغان گھرانے کی تعلیم یافتہ باسلیقہ اور امور خانہ داری سے پوری واقف لڑکی کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکا احمدی۔ تندرست اور برسر روزگار ہو۔ مزید امور کے لئے خط و کتابت

ش۔ ا معرفت مفتی محمد صادق صاحب قادیان ہو

"الفضل"

میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن ۲۸؍جنوری فرانس اور اطالیہ کے سرحدی خطوط کے قریب اطالوی فوج کا ایک کپتان اور بارہ سپاہی برف میں دب کر فنا ہو گئے ہیں۔ ایک کمپنی بارڈونوش میں پہنچی ہے۔ جن کے ہمراہ متعدد نعشیں بھی ہیں۔ ۴۲ اطالوی سپاہی برف کے تودوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ باوجود ان کی جان بچانے کا حوصلہ کسی کو نہیں ہوا ؛

——— پشاور ۳۰؍جنوری۔ سٹر سلطان احمد خان انگورہ کے افغان سفیر مقرر ہوئے ہیں ؛

——— پشاور ۳۱؍جنوری ... صوبہ سرحدی کی میونسپلٹیوں وغیرہ میں اصلاحات جاری کرنے کے متعلق حکومت نے اعلان شائع کر دیا ہے۔ کہ اصلاحات اس وفد کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جس نے گذشتہ اگست میں چیف کمشنر سے ملاقات کی تھی ؛

——— لنڈن ۳۰؍جنوری دماٹ ہیون (ہیگ) میں ایک کان پھٹ جانے کے باعث پچاس افراد لاپتہ ہو گئے ہیں ؛

——— لنڈن ۳۰؍جنوری مسٹر چرچل نے مسٹر بالڈون کے نام ایک چٹھی لکھی۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ ہندوستان کے معاملات میں آپ سے مجھے اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے۔ اسلئے میں مجلس منتظمہ کی کسی کارروائی میں حصہ نہیں لوں گا۔ لیکن میں مزدور حکومت کو شکست دینے میں آپ کو ہر قسم کی امداد دینے کو تیار ہوں ؛

——— لاہور ۳۱؍جنوری مقامی پولیس نے موتی بازار میں ایک بیٹھک پر چھاپا مارا۔ اور ایک گھنٹہ کی تلاشی کے بعد کچھ ناریل کے خول گندھک تقریباً ایک سیر پوٹاش۔ اور بم سازی کا دیگر مصالحہ برآمد کیا۔ اس سلسلہ میں اب تک نو گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں ؛

——— نیو دہلی ۳۰؍جنوری انجمن تعلیم الخواتین ہند نے لیڈی اردن کی زیر صدارت دوسرا سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ لیڈی اردن نے حضور نظام کے برقی پیغام کا اعلان کیا۔ کہ شہریار دکن نے مجوزہ زنانہ کالج کے افتتاح کے لئے ۲ لاکھ روپیہ عطا فرمایا ہے جلسہ نے حضور نظام کے شکریہ کا ووٹ منظور کیا ؛

——— راولپنڈی یکم فروری موضع بوئی تحصیل گوجرخان میں ایک ورنیکلر سکول کے بورڈنگ ہاؤس میں ایک مسلمان استاد نے گائے کا گوشت پکوایا۔ گاؤں کے ہندوؤں اور سکھوں نے استاد مذکور کی گوشمالی کی۔ نزدیک کے دیہات میں اطلاع پہنچی۔ تو گذشتہ جمعہ کو سینکڑوں مسلمانوں نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا ہندوؤں کی دو دکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ جن میں سے دو دکانیں بالکل تباہ ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گائیں بھی اعلانیہ ذبح کر کے گاؤں کے مندر اور گردوارہ میں پھینکی گئیں نیز کہا جاتا ہے۔ کہ ایک چھتیدار کو زندہ جلا دیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعہ واردات کو روانہ ہو گئے ہیں۔ ریزرو پولیس بھی بھیجی گئی ہے ؛

——— ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کی سازش قتل کے مقدمہ میں ۷ ملزم عدالت میں پیش ہوئے۔ سرکاری وکیل نے تین ملزموں کے خلاف ناکافی شہادت کی بنا پر مقدمہ واپس لے لیا۔ باقی ماندہ تین ملزموں کے خلاف مقدمہ کی سماعت اگلی پیشی پر ملتوی کر دی گئی ؛

——— الہ آباد یکم فروری۔ کل کئی گھنٹہ تک بند کمرے میں اجلاس ہوتا رہا جس میں حسب توقع گاندھی جی کی رائے غالب رہی مباحثہ کا عام رجحان اسی طرف تھا۔ کہ کانگرس صرف مندرجہ ذیل شرائط کے تحت گفت و شنید کرنے پر تیار ہو سکتی ہے۔ سیاسی قیدیوں کی عام معافی کا اعلان کیا جائے۔ پر امن پکٹنگ رکھنے کی اجازت دی جائے قانون نمک کی خلاف ورزی سے تعرض نہ کیا جائے۔ متشددانہ قوانین منسوخ کئے جائیں۔ سول نافرمانی کی تحریک اس وقت تک جاری رہیگی جب تک کانگرس کی مجلس عاملہ آئندہ اجلاس بمبئی میں فیصلہ نہ کرے لاہور کانگرس کے فیصلے کے مطابق انڈین نیشنل کانگرس کا آئندہ اجلاس کراچی میں۔

——— بمبئی ۳۱؍جنوری احاطہ بمبئی کی ریاست دھرانہ میں نوازدوں کی تعطیلات میں جو سالانہ قربانیاں ہوتی تھیں۔ ان کو دربار دھرانہ نے ممنوع قرار دیا ہے ؛

——— الہ آباد ۳۱؍جنوری یو۔پی گورنمنٹ نے یکم مارچ ۱۹۳۱ء سے ہمیرپور ڈسٹرکٹ بورڈ کو دو سال کے لئے توڑ دیا ہے۔ اس عرصہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ہاتھ سب اختیارات ہوں گے۔ گذشتہ تین سال سے نظم و نسق غیر اطمینان بخش تھا۔ ملازموں نے فنڈ غبن کر لئے۔ اور تعلیمی کمیٹی نے بورڈ کے سکولوں میں سیاسی پروپگنڈا کا رواج دیکر اپنی پوزیشن خراب کر لی تھی ؛

——— لاہور ۳۱؍جنوری ایک ہندو پہلوان اور مسلمان گلفروش کے درمیان لین دین کے معاملہ پر تنازعہ ہو گیا۔ جس پر درجن بھر ہندو اور اتنے ہی مسلمان جو لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ تنازعہ میں سرگرم حصہ لینے کے لئے موقع پر جمع ہو گئے۔ لڑائی میں ایک مسلمان کے سر پر ضرب شدید آئی۔ اور کئی ایک لوگوں کو چوٹیں آئیں۔ پولیس نے موقعہ پر پہنچ کر ہجوم کو منتشر کر دیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں پولیس متعین کر دی گئی۔ بعد میں باہمی صلح و صفائی ہو گئی ؛

——— نیو دہلی ۳۰؍جنوری نواب میجر طالب مہدی خان ایم ایل۔اے نے حسب ذیل قرارداد اسمبلی میں پیش کرنے کی اطلاع بھیجی ہے زراعتی پیداوار کی قیمتوں میں یکایک غیر معمولی کمی واقع ہو گئی ہے جس سے زراعت پیشہ اقوام کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے یہ اسمبلی گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے۔ کہ زراعتی پیداوار کی تجارت برآمد پر رعایت عطا کر کے موجودہ حالت کو سدھارنے کی کارروائی کی جائے ؛

——— مدراس ۳۰؍جنوری معلوم ہوا ہے۔ کہ لارڈ ولنگڈن وائسرائے کے عہدے کا جائزہ لینے کے بعد دہلی میں گول میز کانفرنس کے مندوبین اور کانگرسی رہنماؤں کی ایک کانفرنس منعقد کریں گے تاکہ وزیر اعظم کے اعلان پر بحث و تمحیص کرنے کے بعد فیصلہ کر دیا جائے۔ کہ اس پر کیا کارروائی کرنی چاہیئے ؛

——— دہلی ۳۱؍جنوری سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر بمبئی میں اترنے کے بعد فوراً الہ آباد چلے جائیں گے۔ اور وہاں کانگرسی رہنماؤں کے ساتھ مبادلہ خیالات کریں گے۔ اس کے بعد سر سپرو اور مسٹر جیکر کی تحریک پر گاندھی جی اور سردار پٹیل وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔ اس ملاقات کے بعد حکومت اور کانگرس دونوں کی طرف سے فیصلے کے متعلق اعلان کئے جائیں گے ؛

——— مدراس ۳۰؍جنوری۔ مدراس کونسل نے ۲۹ آرا کے مقابلہ میں ۱۶ آرا سے آج تحریک التوا کو منظور کیا۔ جس کے ذریعہ سے پولیس کی لٹھ بازی کی مذمت کی گئی تھی ؛

——— الہ آباد یکم فروری پنڈت موتی لال کو رات بھر بے خوابی رہی۔ ان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ؛

——— آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا ایک اجلاس ۲۲ فروری کو دن کے گیارہ بجے لیگ کے دفتر واقعہ کوچہ بلی ماراں میں موجودہ سیاسی حالات میں غور کرنے کے لئے منعقد ہوگا ؛

——— الہ آباد ۳۱؍جنوری۔ عدالت عالیہ نے راجہ خوشحال پال سنگھ وزیر تعلیم (یو۔پی) کے خلاف جعلسازی کے ایک مقدمہ میں امانت مجرمانہ کے جرم میں مقدمہ چلانے کا نوٹس دیا ہے ؛

——— امام الدین جاری کاری جو بچہ سقہ کا وکیل تجارت تھا۔ امان اللہ شاہ خان کے عہد حکومت میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا حکومت کا مقروض تھا۔ محمد نادر شاہ نے ازراہ مراحم خسروانہ اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے۔ اور اس رقم کی اقساط مقرر فرما دی ہیں جنہیں وہ پچیس سال میں پورا کریگا ؛

——— میاں نور اللہ صاحب ایم ایل سی نے پنجاب کونسل میں پیش کرنے کے لئے یہ قرارداد ارسال کی ہے۔ کہ مالی خسارہ کے پیش نظر ایک وزیر کی اسامی تخفیف میں لائی جائے۔ باقی وزرا کی تنخواہیں دس ہزار سے زیادہ نہ ہوں۔ انڈین سول سروس اور ہائی کورٹ کے ججوں کی تنخواہ میں ۲۰ فیصدی کی تخفیف کی جائے۔ نیز تمام سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں خواہ وہ صوبجاتی ہوں۔ یا سب آرڈینیٹ ۲۵ فیصدی کی تخفیف کی جائے ؛

——— ہانسی ۳۱؍جنوری پرسوں شام کے ساڑھے سات بجے تھانہ کوتوالی پر بم پھینکا گیا۔ کوئی نقصان نہیں ہوا ؛

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)